سوال

(91)اگر مشرکین کی کمائی سے کھانا درست ہے...الخ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے تصوف کی ایک کتاب میں لکھا ہوا دیکھا۔ کہ ایک عورت متقی پرہیز گار چاندنی رات میں چرخہ کات رہ تھی۔ اور وہ ہمیشہ اپنی روزی اپنی محنت سے مہیا کرتی تھی۔ اسی اثناء میں ایک مشرکین کی بارات پاس سے گزری تو ان کی مشعل کی روشنی میں اس سے کچھ سوت کاتا گیا۔ صبح اس کی صفائی قلب میں فرق آگیا۔ نور جاتا رہا ایسا کچھ مضمون تھا۔ کیا یہ درست ہے؟ اسی طرح سے غنیۃ الطالبین میں کہتے ہیں۔ کہ حضرت پیران پیر سے منقول ہے۔ کہ پیر کو لازم نہیں کہ مرید کے گھر کا کھانا کھائے۔ کیونکہ ان کی کمائی مشتبہ ہوتی ہے۔ یہ قول بھی موئید سابقہ مضمون کا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کافروں کی دعوت قبول فرمائی جن کی کمائی بھی مشتبہ تھی۔ بوجہ سود وغیرہ کے تو جبکہ اس کے کھانے سے جناب نبی کریم ﷺ پر مخالفانہ کچھ اثر نہ ہوا۔ غیر نبی پر کیوں ہوگا۔ اگر مشرکین کی کمائی سے کھانا درست ہے۔ تو تقویٰ میں کیوں فرق نہیں آتا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

چرخہ کا تصور تو میں نے نہیں دیکھا۔ اگر ہے تو غلو میں داخل ہے۔ جس کی بابت قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ ۔ حدیث شریف میں ایسے امور کی بابت ایک عام ہدایت آئی ہے۔ لن شاد الدین احد الاغلبه (دین میں کوئی شخص زور سے قابو کرنا چاہے تو خود یہ شخص کمزور ہو جائے گا۔) ایسے امور میں تشدد کرنا جواز قسم مباح ہو غلہ ہے۔ ہاں حضرت پیر صاحب کا فرمان ایک حد تک صحیح ہے۔ مرید چونکہ باکمال نہیں ہوتا۔ اس کی کمائی مشتبہ ہوگی یا ہو سکتی ہے۔ کفار گو کفار ہیں۔ مگر ہر کافر کی کمائی حرام نہیں۔ غنیہ کی اگر مثال ہے تو وہ واقعہ ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے راستے میں وہ کھجور پڑی ہوئی دیکھی فرمایا: ''اگر یہ خیال نہ ہو کہ صدقہ کی ہوگی تو میں کھا لیتا۔'' اس قسم کے واقعات کی نسبت کہا جاتا ہے۔ التقویٰ فوق الفتویٰ شرع شریف میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں۔ گروہ تقویٰ کے درجے پر ہوتے ہیں۔ احکام کے درجے پر نہیں ہوتے۔ مطلب یہ کہ کوئی شخص اس طرح کھجور پائے اور کھا لے تو اس پر گناہ نہیں۔ اس طرح مرید کے گھر کا کھانا جس کی حرمت معلوم نہ ہو تو کھا لے تو کوئی حرج نہیں۔ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُم مَّا يَتَّقُونَ ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ امرتسری]

جلد2 ص72

محدث فتویٰ